

اجاب کے ساتھ اچھے بڑاؤ و ملوک کرنا باعثِ جنت اور دوزخ سے بچنا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ جہانگ ہو سکے اپنے والدین کی فرمائندہ داری کیلئے بہترین تیار رہیں اور انہیں کسی قسم کی تکلیف حتی الامکان نہ ہونے دیں آج کل مسلمانوں میں اس فرمانِ خداوندی و فرمانِ رسولِ ہرمل متروک چاہا رہا ہے اور لے جاتے ہو گھر میں جنگ و جدال کا ایک بازار گرم ہے کہ ہمیں معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت کی رحمتوں میں ان حضرات کے پاس آتی ہیں تو آپ ان کے لئے چادر مبارک بچھا دیتے ہیں صحابہ کرام آپ کا یہ سلوک دیکھ کر متعجب و متحیر رہتے ہیں۔ اس لئے جب یہ سلوک رعنائیوں میں لیا گیا تو حقیقی ماں کے ساتھ لکتا ہو سکتا ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ اور کمالِ تعظیم و تکریم سے پیش آئیں۔

محاسن اسلام

پروفیسر لطیف الدین صاحب لطیف برہوی مفتی کابل (مستعلم رحمانیہ)

جمعیتہ انطالیہ کے گزشتہ شاندار انعامی جلسہ میں اردو لفظیوں میں یہ تقریر سب سے بہتر قرار دی گئی تھی چنانچہ مقرر کو اول درجہ کا انعام ایک قیمتی فونٹین بن اور ایک چاندی کا قلم ملا تھا۔ ہم ناظرینِ محدث کی دلچسپی و معلومات کیلئے پوری تقریر دو قسطوں میں شائع کرینگے پہلی قسط حسب ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

مغز حضرت! اصولِ اسلام میں وہ بہترین محاسن پائے جاتے ہیں جن کا دیگر ادیان و عالم میں دھونڈنا بیکار ہے ہی وجہ ہے کہ آج اس ترقی و تہذیب کے زمانے میں جب احاد کا دور دورہ ہے دنیا بے اختیار اسلام کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ فاروق سید نے خالد شہید ڈاکٹر، مسٹر گا با کوئی معمولی ہستیاں نہیں تھیں جو کسی تحریک یا دوا سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیں اسلامی اصول اپنے اندر وہ پختگی اور استحکام رکھتے ہیں جس نے اختیار کو مجبوراً اپنے آگے بٹھکنے پر مجبور کر دیا ہے۔ دیگر مذاہب کے مقابلے میں اسلام کے محاسن پیش کرنے سے پہلے مذہبی احکام کی ایسی ہمہ گیر تقسیم کرنا چاہئے جس کے دائرے میں ہر ایک مذہب کے احکام آجائیں۔

مذہبی احکام میں سخت غور و فکر کرنے کے بعد ہمیں ایک کثیر حصہ ان تعلیمات کا نظر آتا ہے جو ایک قادر مطلق ہستی اور ایک فوق العقول طاقت سے متعلق ہوتا ہے اس حصہ میں بعض احکام ایسے ہوتے ہیں جن میں ہمارے جسم و مال کا کوئی علاقہ نہیں ہونا بلکہ ان سے مقصود صرف تزکیہ نفس اور حصول صفائی روح ہوتا ہے ان کو مذہبی زبان میں عقائد کے نام سے موسوم کرتے ہیں برخلاف اسکے بعض ایسے احکام بھی ہوتے ہیں جن سے ہمارے مال و جان پر بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور پڑتا ہے ان کو عبادات کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ مذہبی تعلیمات کا ایک بڑا حصہ انسان کے باہمی تعلقات سے وابستہ ہوتا ہے۔ یہ حصہ بھی دو حیثیتوں سے خالی نہیں یا تو وہ احکام قانونی حیثیت رکھتے ہو گئے یا نہیں پہلی صورت معاملات کی ہے اور دوسری صورت کا نام اخلاق ہے۔ الغرض مذہبی احکام ان چار مراتب عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاق سے متجاوز نہیں ہو سکتے دنیا کے کسی مذہب کو لے لیجئے اس کے احکام نہیں چار اقسام میں منحصر ہو گئے

پس اب ہمیں مذہب اسلام کی انہی چاروں حیثیتوں کے محاسن کو دوسرے مذاہب کے مقابلے میں جاگ کرنا چاہیے۔

عقائد اور اسلام

عقائد میں ویسے تو چھ امور اہم المسائل میں جن کا تذکرہ حدیث ذیل میں کیا گیا ہے۔

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَنَحْنُكَتُهُ وَكُتِبَ عَلَيْنَا مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَرَسُولُهُ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدْرَ رَٰخِيْرًا وَشَرَّهٖ مِنْ اِلٰهِ تَعَالٰى
میں اللہ پر اس کے فرشتوں پر، سکی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، اور آخری دن اور قدر پر ایمان لایا اسکا خیر و شر سب اللہ کی
طرف سے ہے۔ لیکن میں یہاں صرف توحید، قربت اور جزا و سزا سے بحث کرونگا کیونکہ بالاسنیعاب ہر ایک پر اظہار
خیال سے طوالت معنون کا خوف ہے۔

توحید | توحید باری کے متعلق تمام دنیا سنت غلطیوں میں مبتلا تھی۔ عیسائی تین خدا کے قائل تھے اور طرفہ تریہ تھا کہ وہ ان تینوں
کو ایک کہتے تھے اگرچہ یہ متناقض خود ان کی سمجھ میں بھی نہیں آتا تھا لیکن وہ کہتے تھے کہ عقیدہ کا سمجھ میں آنا ضروری نہیں۔ مصری
کئی کروڑ خدا مانتے تھے۔ یونانی ہر ایک وصف و حالت کیلئے الگ الگ دیوی اور دیوتاؤں کے معتقد تھے ایرانیوں کی الہی مملکت دو
خداؤں میں منقسم تھی (۱) بزدان جو خالق خیر تھا (۲) اہریمن جو خالق شر تھا۔ ہنود نے خدا کی مخصوص اور روشن صفات کو خدائی وجود
عطا کر دیا تھا چنانچہ برہما، بشن اور مہیش اسی قسم کے خدا تھے جو اگرچہ ایک خدا کے قائل تھے لیکن انہوں نے اس کی صفات ایسی
قرار دی تھیں جو انسانی درجہ سے بڑھ کر نہ تھیں۔

یہ تو ان لوگوں کا حال تھا جو کسی نہ کسی طرح سے خدا کے قائل تھے ان گروہوں کی بھی کمی نہ تھی جو سب سے خدا کے منکر تھے
یہ گروہ۔ زناد قد۔ دھرمیین، اور ملاحدہ کے ناموں سے پکارے جاتے تھے لیکن اسلام نے آکر ان تمام توہمات اور
خرافات کا پردہ چاک کر دیا اس نے اگر لوگوں کو توحید الہی کی تعلیم دی۔ قل هو اللہ احد اللہ الصمد لہ یدلہ ولم
یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہا کہدے وہ اللہ کی کتاب اللہ پاک ہے نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اس کو کسی نے جنا ہے
اس کا کوئی ہمسہ نہیں۔

اس مہتمم بالشان مسئلہ میں محض زبانی تلقین ہی کو کافی نہیں سمجھا گیا بلکہ عقلی دلائل کو بھی کام میں لایا گیا ہے لو کائن فہما
الہمتا الا اللہ لفسد تاہا اگر زمین اور آسمان میں خدا کے سوا کوئی دوسرا معبود ہوتا تو یہ دونوں کب کے فنا ہو گئے ہوتے۔

اسلام نے صرف توحیدی ذات ہی کو ثابت نہیں کیا بلکہ اس نے توحیدی الصفات اور توحیدی العبادات کا ایسا جامع
تخیل دنیا کے سامنے پیش کیا جس میں کسی قسم کی زیادتی ہو ہی نہیں سکتی۔ اسلام نے خدا کو تنزیہ و تقدس کے عالم میں ہر ایک قسم کی
قیید سے پاک کر کے ایک ایسی صورت میں پیش کیا جس سے بڑے بڑے فلاسفر اور عقلا تک دنگ ہیں۔

اس ضمن میں سب سے بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان براہ راست خدا تک رسائی حاصل کر سکتا ہے یا نہیں؟ دنیا کے
تمام مذاہب اس سوال کے جواب میں سخت غلطیوں کے شکار ہو گئے ہیں۔ انہوں نے خدا تک پہنچنے کیلئے مختلف پیروں۔ اوتاروں اور
دیوتاؤں کے توسطات اور وسیلے قائم کر رکھے تھے لیکن اسلام نے آکر ان تمام واسطوں کو یک نخت مٹا کر خدا کی ذات کو دنیاوی

شہنشاہیت سے بہت بند کر دیا اس نے پربانگ دہل اعلان کیا کہ خدا تک پہنچنے کیلئے کسی درمیانی واسطہ کی ضرورت نہیں انسان براہ راست خدا تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ خدا کے دربار میں سعی۔ سفارش اور توسل کی ضرورت نہیں وہ شخص کے پاس موجود ہے جو حقیقت اس سے اپنی حالتیں عوض کرے۔ نحن اقرب الیہ من جبل الوردین ہم اس سے اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

نبوت عقائد کا وہ سہرا بہتر با شان مسند نبوت سے غور سے دیکھو لوگوں نے ایسے ضروری مسئلہ میں کیسی زبردست ٹھوکریں کھائی تھیں۔ تمام دنیا کے لوگ نبی کو انسانیت کے درجہ سے بالاتر سمجھتے تھے۔ ان کی سمجھ میں کسی طریقے سے یہ خیال آتا ہی نہ تھا کہ ایک انسان نبی کے درجہ پر فائز ہوتا ہے یہی خیال تھا جس نے عیسیٰ ارام اور کرشن وغیرہ کو خدا کے درجہ تک پہنچا دیا تھا دنیا کے قدیم مذاہب پر جب آپ ایک عین نظر ڈالیں گے آپ کو صاف نظر آئے گا کہ ان میں نبوت اور خدائی کے ڈرنڈے ملائے گئے ہیں لیکن اسلام نے اگر نہایت سخت اور غیر مبہم الفاظ میں اس پردہ طلسم کو چاک کر کے صاف بتلادیا کہ نبی انسانیت کے دائرے سے ایک ذرہ بھی باہر نہیں۔ قل انما انابشر مثلکم یوحی الی انما الھکم اللہ واحد۔ نئے محمد کہہ دو کہ میں تمہیں جیسا آدمی ہوں مجھ پر وحی آئی ہے کہ تمہارا خدا واحد ہے۔ لئن یستدکف المسیحیان لیکون عبداً للذی۔ معج کو اس بات سے عار نہیں کہ وہ خدا کے غلام ہیں۔

اس ضمن میں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ ہم تمام مسلمان حضرت ابراہیمؑ کو خلیل اللہ اور حضرت موسیٰؑ کو کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰؑ کو روح اللہ کے پاکیزہ لفظوں سے یاد کرتے ہیں لیکن نبی کریم علیہ التعمیرہ والتسلیم کو جو تمام پیغمبروں سے افضل ہیں صرف رسول اللہ کے مختصر سے لفظوں کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کرتے ہیں بلکہ آپ کیلئے عبدیت کا ثبوت بھی لازمی سمجھتے ہیں چنانچہ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں۔ اشھد ان محمداً عبداً ورسولاً۔ درحقیقت خدا کی توحید کا کمال ہی یہ ہے کہ اس کے سامنے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی ہستی بھی بندگی کی حد سے نہ بڑھتے پائے۔

عذاب و ثواب جس طرح دیگر عقائد میں اہل مذاہب نے سخت غلطیاں کی تھیں اسی طرح وہ اس مسئلہ میں بھی مغالطہ میں پھنسنے سے بچ نہ سکے تمام اہل مذاہب آج تک یہ کہتے آئے تھے کہ جس طرح ایک آقا اپنے غلام کی نافرمانی سے ناراض ہو کر اس کو سخت سزائیں دیتا ہے اسی طرح وہ قادر مطلق بھی اپنے احکام کی نافرمانی سے اپنے بندوں کو عذاب گوناگوں میں مبتلا کر گیا لیکن ان مذاہب نے عذاب و ثواب کی اصلی حقیقت کو پیش کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ اسلام نے آکر جہاں جزا و سزا کے اصلی مفہوم کو واضح کیا وہاں اسے ان اہام کو بھی باطل کر دیا جو عذاب کے مفہوم سے خدا کی قہاریت کے متعلق پیدا ہو سکتے تھے۔

درحقیقت جس طرح مادی کائنات میں علل و اسباب کا سلسلہ جاری ہے اسی طرح یہی موثرات و اسباب کا قانون روحانی دنیا میں بھی ساری ہے۔ جس طرح ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سنگی قاتل ہے۔ گلاب محرک نزلہ ہے اسی طرح نیک و بد افعال کا اثر بھی روح پر مترتب ہوتا رہتا ہے۔ برے افعال سے روح میں شقاوت۔ القباض اور نجاست کے اثرات پیدا ہوتے ہیں اور اچھے کاموں سے نفس میں سعادت و انبساط اور نازگی کی لہریں دوڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں انہیں اثرات سعادت و شقاوت کو مذہبی اصطلاح میں ثواب و عذاب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ اثرات افعال نیک و بد کے لازمی نتائج ہیں جو انہیں کبھی جدا نہیں ہو سکتے